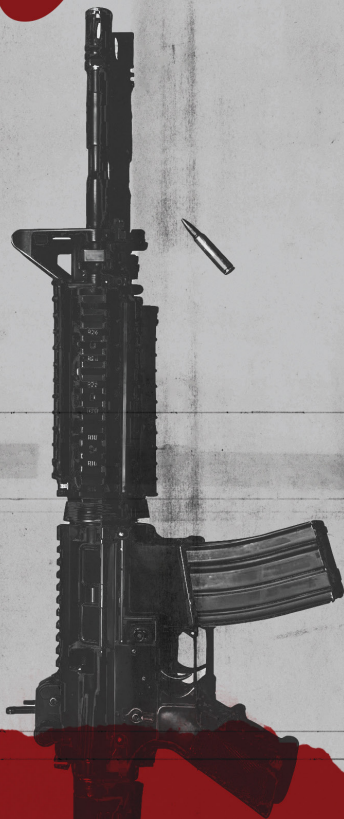


توجیل



توجیل

ترتیبی کتابچہ برائے مجید بریگیڈ

توجیل

ترینی کتابچہ برائے بی لیل اے - مجید بریگیڈ

اشاعت: اگست 2024



ہکل پبلیکیشنز

پیش لفظ

قومی مقصد کے لیے اپنے آپ کو قربان کرنے کا عمل تقدس اور احترام کے گہرے احساس میں پیوست ہوتا ہے، یہ ایک ایسا اشارہ ہے، جو انفرادی وجود کی عام حدود سے ماورا ہے اور جو اجتماعی روح کے لامحدود جوہر کو چھوتا ہے۔ قوم کے لیے اپنی جان دینا ایک اعلیٰ دعوت کو قبول کرنا ہے، مشترکہ تاریخ، ثقافت اور خواہوں سے جڑے لوگوں کی پائیدار میراث کے ساتھ اپنے وجود کو جوڑنا ہے۔ یہ انتہائی محبت اور عقیدت کا ایک عمل ہے، جو ذاتی زندگی کی عارضی نوعیت سے بالاتر ہو کر عظیم تر بھلائی میں غیر متزلزل یقین کا ثبوت ہے۔

ہر قوم کے دل میں اس کے نظریات، آزادی، وقار اور ترقی کے خواب کی نہ بچھنے والی آگ ہوتی ہے۔ جو لوگ اس ویژن کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کا انتخاب کرتے ہیں، وہ نہ صرف اپنی تقدیر خود لکھ رہے ہیں بلکہ اسے فعال طور پر تشکیل دے رہے ہیں۔ وہ طاقت اور لچک کے ستون کے طور پر کھڑے فدائی ہیں۔ فدائین کی قربانی ایک ایسا مینار ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے صداقت اور اتحاد کا راستہ روشن کرتی ہے۔ ان کی بے لوثی سے ہی کسی قوم کی اقدار اور تشخص کو محفوظ اور مضبوط بنایا جاسکتا ہے، اس بات کو یقینی بنایا جاسکتا

ہے کہ ماضی کی قربانیاں فراموش نہ ہوں بلکہ قربانیاں تحریک اور رہنمائی کرتی رہیں۔

فدائین کی بہادری نہ صرف ان کے آخری عمل میں ہے، بلکہ اپنے سے بڑے مقصد کے لیے ان کی وابستگی کی گہرائی میں ہے۔ ان کی ہمت خاموش عزم کی علامت ہے، ان کہی بہادری کی وہ داستان ہے جو ہر ہم وطن کی روح کے اندر گونجتی ہے۔ ان کے اقدامات قوم کی تقدیر پر ایک اٹل یقین کی بات کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا اعتماد ہے کہ ان کی قربانی آزادی اور انصاف کی جڑوں کو پروان چڑھائے گی، اور قوم کے درخت کو آزادی کے سورج کی روشنی میں پھلنے پھولنے کا موقع دے گی۔

ان فدائین کی تعریف کرنا، جنہوں نے حتمی قربانی دی ہے انسانی ہمت میں الہی کو پہچاننا ہے، اس مقدس بندھن کا احترام کرنا ہے، جو فرد کو اجتماع سے جوڑتا ہے۔ فدائین اپنی قوم کیلئے، ایک ایسا تحفہ ہیں، جو قوم کے ورثے کی مٹی کو مالا مال کرتے ہیں، اسے امید اور ترقی کے بیجوں کے لیے زرخیز بنادیتے ہیں۔ ان کی قربانی ایک مقدس عہد ہے، ایک یاد دہانی ہے کہ قومیت کا جوہر اس کے جغرافیہ کی حدود میں نہیں ہے بلکہ اس کے لوگوں کے دلوں اور روحوں میں ہے۔

شہادت کے بعد، فدائین کی غیر موجودگی کی خاموشی میں، ہمیں ان کے عزم کی بازگشت ملتی ہے، یہ ایک طاقتور یاد دہانی ہے کہ حقیقی

عظمت، محض فتح کی عظمت میں نہیں ہے بلکہ اس مقصد کے لیے خاموش، ثابت قدمی میں ہے جو نفس سے بالاتر ہے۔ فدائین ہمارے اجتماعی ضمیر کے خاموش سپاہی ہیں، ان کی میراث ایک دائمی شعلہ ہے جو حب الوطنی کے جذبے کو بھڑکاتی ہے اور ہمیں اپنے اعلیٰ مقام کی طرف بلاتی ہے۔

فدائین کی قربانیوں کا احترام کرنا اپنے آپ کو اتحاد، ہمت اور بے لوثی کے انہی نظریات کے ساتھ پیوست کرنا ہے۔ یہ ان کی مشعل کو آگے بڑھانا ہے، اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ان کی قربانیوں کی روشنی چمکتی رہے، قوم کی تاریک ترین دور سے گزر کر روشن مستقبل کی صبح کی طرف رہنمائی کرے۔ فدائین کی قربانی میں، ہمیں اس بات کا جوہر ملتا ہے کہ واقعی انسان ہونے اور حقیقی طور پر آزاد ہونے کا کیا مطلب ہے۔ فدا ہونے کا فیصلہ، ایک مقدس اعتماد ہے، جو ہم سب کو ایک مشترکہ تقدیر میں باندھتا ہے۔

زیر نظر کتابچہ بلوچ لبریشن آرمی کی ایلیٹ یونٹ مجید بریگیڈ کے ایسے ہی جانباز فدائین کی تربیت و آگاہی کیلئے بلوچ لبریشن آرمی کی شعبہ نشر و اشاعت کی جانب سے ترتیب دی گئی ہے۔ اس تربیتی کتابچے میں، تحریک عالم میں، مجید بریگیڈ جیسے قوم پرست سیکولر فدائین یونٹوں کی تاریخ اور فلسفے کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ مجید بریگیڈ کی تاریخ، اساس اور ضوابط کو بھی وضع کیا گیا ہے۔

حصہ اول فدائی حملوں کی تاریخ

خود کش یا فدائی حملے، جنہیں اکثر ایک جدید رجحان سمجھا جاتا ہے، کی تاریخی نظیریں ہمیں مختلف سیاق و سباق میں ملتی ہیں، جن میں قوم پرست تحریکیں بھی شامل ہیں۔ اس طرح کی قربانیوں کی ابتداء کو تزویراتی، نظریاتی اور ثقافتی عوامل پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے جدید و قدیم تاریخ میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

فدائی حملوں کی قدیم نظیریں

۱۔ سیکاری کا معاملہ:

خود کش مشنوں کے مشابہ طریقہ کار کو استعمال کرنے والے قدیم ترین گروہوں میں سے ایک سیکاری تھا، جو کہ روم کے زیر قبضہ یہودیہ میں پہلی صدی عیسوی کے دوران سرگرم یہودی انتہا پسند گروہ تھا۔ سیکاری، جس کا نام چھوٹے خنجر ”سیکا“ سے اخذ کیا گیا ہے، جو فدائین اپنے آستینوں میں چھپائے رکھتے تھے، سیکاری فدائی اہم رومی کمانڈروں کے قریب بھیس بدل کر پہنچتے، پھر خنجر سے گردن پر پے در پے وار کر کے، دشمن کو زیر کر دیتے، پھر محافظوں کے ہاتھوں گرفتاری سے بچنے کیلئے اسی خنجر سے اپنا بھی گلا کاٹ دیتے۔ اپنے سرزمین پر رومن کنٹرول کو غیر مستحکم کرنے کے اپنے مشن میں تقریباً یقینی موت کا سامنا کرنے کے لیے، ان کی آمادگی قوم

پرستانہ مقصد کے لیے اپنی جان قربان کرنے کی ابتدائی مثالوں میں سے ایک ہے۔

۲۔ سامورائی اور سیپوکو:

جاگیردارانہ دور کے جاپان میں، بوشیڈو کا سامورائی ضابطہ، عزت اور وفاداری پر زور دیتا تھا، جو کبھی کبھی سیپوکو (رسم خودکشی) پر منتج ہوتا تھا۔ اگرچہ ”سیپوکو“ کا رسم ہمیشہ ایک حملے کے طور پر اختیار نہیں کیا جاتا تھا، لیکن ”سیپوکو“ خود فیصلہ کر کے، باعزت موت کی ایک شکل تھی، جو جاپانی سامورائی خاص حالات میں سرانجام دیتی تھیں، جس میں جنگ میں ناکامی یا گرفتاری سے بچنے جیسے حالات شامل تھے۔ سیپوکو کے پیچھے کی اخلاقیات نے دوسری جنگ عظیم میں جاپانی جنگی حکمت عملیوں کو شدید متاثر کیا، جہاں جاپانی سپاہی اور پائلٹ (مثلاً، کامیکازی پائلٹ) فرض کے احساس اور قوم پرستی کے جذبے کے تحت، بقا کی توقع کے بغیر مشن انجام دیتے تھے۔

۳۔ یہودی بغاوتیں اور مسادا:

مساڈا کا محاصرہ (73-74 عیسوی) ایک اور اہم مثال کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔ یہودی باغی، جنہیں سیکاری کے نام سے جانا جاتا ہے، نے رومی محاصرے کے خلاف مزاحمت کے لیے مسادا کے قلعے میں

پناہ لے لی۔ ناگزیر شکست کا سامنا کرتے ہوئے، باغیوں نے گرفتاری کے لیے اجتماعی خودکشی کا انتخاب کیا، جو حتمی مزاحمت اور شہادت کی علامت بن گئی۔ یہ عمل ان کے قومی اور مذہبی تشخص سے سخت وابستگی کا اظہار تھا، جو ہر قیمت پر محکومیت کو مسترد کرتے ہوئے، غلامی پر قربانی کو ترجیح دیتے ہیں۔

فدائی حملوں کی ابتدائی مثالیں

۱۔ روسی انقلابی:

ایک قوم پرست تناظر میں فدائی حملوں کی ابتدائی دستاویزی استعمال میں سے ایک 19 ویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں روسی انقلابی تحریک سے آتا ہے۔ ”عوامی مرضی“ (نارودنیا وولیا) جیسے انقلابی تنظیمیں، جو زار کی حاکمیت کو ختم کرنے کے لیے پر عزم تھیں، نے اعلیٰ شخصیات کو قتل کرنے کے لیے خودکشی و فدائی حملے شروع کیے۔ وہ ان کارروائیوں کو عوام کو متاثر کرنے اور جابرانہ حکومت کو ختم کرنے کے ایک ذریعے کے طور پر دیکھتے تھے۔

ایک قابل ذکر مثال 1881 میں زار الیگزینڈر دوم کے قتل میں ایک خودکشی بمبار کا شامل ہونا تھا، جس نے زار کی گاڑی پر حملہ کر دیا۔ یہ ایک ایسا عمل تھا، جس کا مقصد روسی آزادی کے مقصد کے

لئے حتمی قربانی کی علامت بننا تھا اور یہ ابتدائی تاریخ میں فدائی یا خودکش حملوں کی پہلی نظیر ہے۔

۲۔ کامیکازی پائلٹس:

دوسری جنگ عظیم کے دوران، جاپانیوں نے کامیکازی پائلٹوں کو جنگ کا اہم ترین مشن سونپا، جنہوں نے اتحادی بحری جہازوں کے خلاف ایک ایسے خودکش مشن کا آغاز کیا، جس سے واپس زندہ آنے کے امکانات نہیں تھے۔ اگرچہ جاپان کی حکومت بذات خود ایک قوم پرست تحریک نہیں تھی، لیکن ان حملوں کو چلانے والا نظریہ گہری قوم پرستی پر مبنی تھا، جس کی جڑیں وطن کے دفاع میں پیوست تھیں۔ آج بھی ان پائلٹوں کا قومی ہیرو کے طور پر احترام کیا جاتا ہے، جو بوشیدو کے جذبے کے تحت، قوم کے لیے حتمی قربانی کو مجسم بناتے تھے۔ ان کا مقصد اپنی بے لوث کارروائیوں کے ذریعے جنگ کا رخ موڑنا تھا، یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ لوگ اپنی سرزمین کی دفاع کے لیے کس حد تک جاسکتے ہیں۔

نوآبادیات مخالف جدوجہد

بیسویں صدی کے وسط میں، کئی نوآبادیات مخالف تحریکوں نے

یورپی طاقتوں سے آزادی کی جدوجہد کے حصے کے طور پر خود کش وفدائی حملوں کے طریقہ کار اپنائے۔ ان تحریکوں میں اکثر سیکولر قوم پرست نظریات کے حامل تنظیمیں تھیں، جو نوآبادیاتی حکمرانی سے آزاد، خود مختار قوموں کے قیام کی کوشش کرتے تھے۔

۱۔ الجزائر کی جنگ آزادی:

الجزائر میں نیشنل لبریشن فرنٹ (ایف لیل این) نے فرانسیسی نوآبادیاتی قوتوں کے خلاف مزاحمت کے متعدد طریقے استعمال کیے، جن میں خود کش بم دھماکے اور فدائی حملے بھی شامل تھے۔ ایف لیل این کا مقصد گوریلا جنگ اور شہری چھاپہ مار کاروائیوں کے امتزاج سے الجزائر کی آزادی کو یقینی بنانا تھا۔

اس تحریک میں خاص طور پر خواتین فدائین کا کردار قابل ذکر ہے، جو عوامی مقامات، جیسے کیفے اور دفاتر میں خود کش بم دھماکے سرانجام دیتے تھے، جس میں فرانسیسی موجودگی کی علامتوں کو نشانہ بنایا جاتا تھا۔ ان حملوں کا مقصد الجزائر کے عوام کی کسی بھی قیمت پر آزادی حاصل کرنے کے عزم کو ظاہر کرنا تھا۔

۲۔ سری لنکا میں تامل ٹائیگرز:

سری لنکا میں لبریشن ٹائیگرز آف تامل ایلام (لٹ ٹی ٹی ای)، اگرچہ

ابتدائی طور پر سیکولر ازم کے بجائے نسلی اور لسانی قوم پرستی سے محرک تھا، لیکن بعد ازاں یہ ایک نفیس عسکریت پسند تنظیم میں تبدیل ہو گیا۔ جس نے خود کش وفدائی حملوں کو ایک اہم حکمت عملی کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔

لیل ٹی ٹی ای نے ایک ایلٹ یونٹ تشکیل دیا تھا، جسے بلیک ٹائیگرز کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کے ارکان فوجی اور شہری دونوں مقاصد کو نشانہ بناتے ہوئے خود کش وفدائی مشن انجام دیتے تھے۔ ان حملوں کو تامل کاز کے لیے شہادت کی عظیم کارروائیوں کے طور پر دیکھا جاتا تھا، جن کا مقصد ایک آزاد تامل ریاست (تامل ایلام) کا قیام تھا۔

لیل ٹی ٹی ای کی ہائی پروفائل خود کش حملوں میں 1991 میں ہندوستانی وزیراعظم راجیو گاندھی اور 1993 میں سری لنکا کے صدر رانا سنگھے پر بم دھماکا کا قتل شامل ہے۔ ان کارروائیوں کو لیل ٹی ٹی ای کے فریم ورک کے اندر اپنے مخالفین کو کمزور کرنے اور بین الاقوامی توجہ تامل آزادی کی طرف دلانے کے لیے ضروری قرار دیا گیا تھا۔

۲۔ فلسطینی قوم پرستی:

فلسطینی قوم پرست تحریکوں نے بھی اسرائیلی قبضے کے خلاف شروع دن سے اپنی جدوجہد کے ایک حصے کے طور پر خود کش وفدائی حملوں

کا استعمال کیا ہے۔ فلسطین میں جہاں مذہبی گروہوں کے مختلف دھڑے فدائی حملوں کا حربہ استعمال کرتے رہے ہیں، وہیں پاپولر فرنٹ فار دی لبریشن آف فلسطین جیسے سیکولر قوم پرست گروہ بھی فدائی کاروائیاں سرانجام دیتے رہے ہیں۔

فلسطینی سیکولر قوم پرست جماعت الفتح سے وابستہ الاقصیٰ بریگیڈ نے اسرائیلی مفادات پر متعدد خودکش حملے کئے اور انہیں قابض قوت کے خلاف ضروری کارروائیوں کے طور پر پیش کیا۔ ان حملوں کو فلسطینیوں کے قومی مقصد کے لیے قربانیوں کے طور پر دکھایا گیا، جس کا مقصد ریاستی حیثیت اور قبضے سے آزادی حاصل کرنا تھا۔

الاقصیٰ شہداء بریگیڈ کے علاوہ دیگر متعدد سیکولر فلسطینی دھڑے بھی خودکش فدائی حملوں میں شامل رہے ہیں۔ جن میں پاپولر فرنٹ فار دی لبریشن آف فلسطین بھی شامل ہے۔ جو ایک مارکسسٹ-لیننسٹ تنظیم ہے۔ یہ تنظیم اسرائیل کیخلاف متعدد خودکش فدائی حملے کر چکی ہے۔

دوسرے انتفاضہ (2005-2000) کے دوران، خودکش بم دھماکے فدائی حملے مزاحمت کا ایک نمایاں طریقہ کار بن گئے۔ ان حملوں کو حمایت حاصل کرنے، اسرائیلی فوجی برتری کو چیلنج کرنے، اور فلسطینیوں کی حالت زار کی طرف بین الاقوامی توجہ مبذول کرانے کے ایک ذریعے کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔

۳۔ کردستان ورکرز پارٹی:

کردستان ورکرز پارٹی، جو ایک آزاد کرد ریاست کی خواہاں ہے اور ترکی، شام، عراق اور ایران میں جدوجہد کرتی ہے، نے اپنی عسکری حکمت عملی کے ایک حصے کے طور پر خودکش فدائی حملوں کو بھی استعمال کیا ہے۔

پی کے کے، اپنے فدائی حملوں کو ”شہادت کی کارروائیوں“ سے تعبیر کرتا ہے اور انہیں کردوں کی آزادی کے لیے حتمی و عظیم ترین قربانی قرار دیتا ہے۔ ان کارروائیوں کو بہادری اور کرد قوم پرست کا ز سے وابستگی کے طور پر انتہائی قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پی کے کے متعدد حملوں میں ترکی کی فوجی اور سرکاری تنصیبات کو خودکش حملوں میں نشانہ بنا چکا ہے، جس کا مقصد ریاست کے کنٹرول میں خلل ڈالنا اور کرد قوم پرست تحریک کی حمایت کو بڑھانا ہے۔

۴۔ چیچن علیحدگی پسند:

روس سے آزادی کے لیے لڑنے والے چیچن قوم پرستوں نے بھی خودکش فدائی حملوں کا بھرپور سہارا لیا ہے، خاص طور پر دوسری چیچن جنگ آزادی کے دوران فدائی حملوں میں شدت دیکھی گئی۔

چیچن تحریک آزادی میں ”سیاہ بیواہ“ کا اصطلاح اکثر سنائی دیتی

ہے، جس سے مراد خواتین خود کش بمبار ہیں، جن میں سے اکثر روسی افواج کے ہاتھوں مارے گئے چیچن جنگجوؤں کی بیوہ تھیں۔ ان کے حملوں کو انتقامی کارروائیوں اور حب الوطنی کے فرض کے طور پر پیش کیا جاتا تھا، جو چیچن قومی جدوجہد کے لیے ان کی وابستگی کی گہرائی کو اجاگر کرتی تھی۔

چیچن تحریک آزادی میں قابل ذکر فدائی حملوں میں 2002 میں ماسکو تھیٹر کو یرغمال بنانے اور 2004 میں بیسلان اسکول کا محاصرہ شامل ہے۔ یہ حملے چیچن کاز کی طرف بین الاقوامی توجہ مبذول کرانے اور روسی حکومت کو مذاکرات پر مجبور کرنے کے لیے انتہائی اقدامات کے طور پر تیار کیے گئے تھے۔

۵۔ آئرش ریپبلکن آرمی:

آئی آر اے اگرچہ بنیادی طور پر خود کش حملوں کے لیے نہیں جانا جاتا ہے، لیکن آئرش ریپبلکن آرمی نے برطانوی راج سے آئرش قوم کی آزادی کے لیے اپنی لڑائی میں فدائی کارروائیوں کو اختیار کیا۔ روایتی معنوں میں بھوک ہڑتال اگرچہ خود کش حملے نہیں، لیکن یہ اپنے مقصد و وطن کیلئے خود کو قربان کرنے کا ایک عظیم عمل سمجھا جاتا ہے، خاص طور پر 1981 کی بھوک ہڑتال، جس کی قیادت بوبی سینڈز نے کی تھی، خود قربانی کی ایک شکل تھی، جس کا مقصد آئرش آزادی

کی طرف توجہ مبذول کرانا تھا۔ بھوک ہڑتال میں شہید ہونے والے سینڈز اور دیگر کو آئرش تحریک میں عظیم شہدا کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جنہوں نے آئرش قوم پرست مقصد کے لیے اپنی جانیں دیں۔

۶۔ باسک تحریک آزادی:

ای ٹی اے، سپین میں متحرک ایک باسک قوم پرست اور علیحدگی پسند تنظیم ہے۔ ای ٹی اے کی طریقہ کار میں ہدف کے حصول میں ذاتی قربانی کا فلسفہ شامل ہے، گوکہ روایتی خودکش حملے ان کا بنیادی طریقہ نہیں تھے۔ لیکن ای ٹی اے کے اراکین یہ جانتے ہوئے ایسے مشن پر نکلتے تھے، جن میں یقینی طور پر ان کی موت واقع ہو سکتی تھی۔ وہ باسک کا ز کے لیے ان فدائی اقدامات کو ضروری سمجھتے تھے۔ ان تمام قوم پرست سیکولر تحریک میں، یہ انتہائی خود قربانی کی کارروائیاں، خواہ خودکش حملوں کے ذریعے ہوں یا فدائی حملوں کی دوسری شکلوں کے ذریعے، مقصد کے لیے عزم کی اعلیٰ ترین شکل کے طور پر دیکھے جاتے ہیں۔ دنیا کی تمام مزاحمتی تحریک میں، وہ افراد جو ان فدائی کارروائیوں کو سرانجام دیتے ہیں، انہیں اکثر اعلیٰ ترین ہیروز کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

قوم پرست فریم ورک کے اندر، ان فدائی حملوں کو اکثر المناک لیکن آزادی اور خود ارادیت کے حتمی مقصد کے حصول کی جانب ضروری

اقدامات کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔
 خود کش و فدائی حملوں کو قومی آزادی کے مقصد کے لیے لگن اور
 عزم کے حتمی اظہار کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا تمام مختلف
 تحریک میں محرکات، تزویراتی ضرورت، علامتی قدر میں مماثلت،
 خود ارادیت اور جبر سے آزادی کے لیے جدوجہد ایک مشترکہ اساس
 ہے۔ قربانی کا ہر عمل قومی جدوجہد کے وسیع بیانیے میں بنتا جاتا ہے،
 جو آنے والی نسلوں کو اپنی قومی خود مختاری اور شناخت کے لیے جدوجہد
 جاری رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

حصہ دوم
فدائی حملوں کی فلسفیانہ بنیادیں

قوم پرست سیکولر تحریکیں، جو اکثر خود ارادیت، آزادی اور خود مختاری کی خواہش سے چلتی ہیں، اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بعض اوقات خود کش یا فدائی حملوں کا سہارا لیتی ہیں۔ اگرچہ خود کش حملے عام طور پر مذہبی انتہا پسندی سے منسلک سمجھے جاتے ہیں، لیکن قوم پرست سیکولر تحریکوں میں ان کا استعمال الگ الگ نظریاتی، اسٹریٹجک اور نفسیاتی عوامل سے ہوتا ہے۔ ان محرکات کو سمجھنے کے لیے قوم پرست سیکولر ازم کے تناظر میں اس طرح کی کارروائیوں کی فلسفیانہ بنیادوں میں گہرا غوطہ لگانے کی ضرورت ہے۔

۱۔ معقولیت:

قوم پرست تحریکیں خود کش حملوں کو جارحیت نہیں بلکہ جنگ ختم کرنے کے ایک ذریعے کے طور پر دیکھتی ہیں، جس کی جڑیں آلہ کار عقلیت کی شکل میں ملتی ہیں۔ یہ عقلیت کسی خاص مقصد کے حصول میں ان کی کارکردگی کی بنیاد پر اعمال کا اندازہ کرتی ہے۔ قوم پرست تحریکوں کا مقصد اکثر سیاسی آزادی یا قابض قوتوں کو بے دخل کرنا ہوتا ہے۔ خود کش حملوں کو غیر متناسب جنگ کے انتہائی موثر آلے کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو سرمایہ کارانہ وسائل کے مقابلے میں اہم اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اپنی جان قربان کرنے کی آمادگی کو عزم اور عزم کے ایک طاقتور مظاہرے کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے،

ممکنہ طور پر مقصد کے لیے وسیع تر حمایت اور اپنے سے زیادہ طاقتور مخالفین کو روکنے کیلئے یہ موثر ترین آلہ ہوتا ہے۔

۲۔ علامتی مزاحمت:

خود کش یا فدائی حملہ، جبر کے خلاف مزاحمت اور انحراف کی مضبوط علامت کے طور پر کام کرتے ہیں۔ فلسفیانہ نقطہ نظر سے، خود قربانی کا عمل محض تشدد سے بالاتر ہے۔ یہ قوم پرست کا ز سے حتمی وابستگی کا بیان و اظہار بن جاتا ہے۔ شہادت کی یہ شکل مظلوم آبادی میں یکجہتی کا جذبہ پیدا کرتی ہے، اجتماعی تشخص اور مقصد کو تقویت دیتی ہے۔ حملہ آور کو اکثر ہیرو کے طور پر منایا اور یاد کیا جاتا ہے، ایک شہید کی موت گہرے علامتی معنوں کے ساتھ جڑ جاتی ہے۔

۳۔ قربانی کی اخلاقی حیثیت:

قوم پرست تحریکوں کے اندر، قربانی کا تصور اخلاقی حیثیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ قوم کے لیے جان دینے کی آمادگی کو حب الوطنی اور بے لوثی کی اعلیٰ ترین شکل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ فلسفیانہ طور پر، اسے وجودی صداقت کے تصورات سے جوڑا جاسکتا ہے، جہاں افراد اپنی آزادی اور شناخت کا اعلیٰ ترین اظہار حتمی عزم کے عمل کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔ یہ وجودی تصورات کے ساتھ

مطابقت رکھتا ہے جہاں معنی انفرادی اعمال کے ذریعے پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ سیاسی پیغام رسانی:

خود کش و فدائی حملے بھی سیاسی پیغام رسانی کی ایک شکل ہیں۔ جس کا مقصد اتحادیوں اور مخالفین دونوں پر طاقت اور لچک کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ قوم پرستانہ نقطہ نظر سے، یہ حملے بتاتے ہیں کہ تحریک کافی نقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے بڑی حد تک جانے کو تیار ہے۔ یہ مخالف کے اختیار کو غیر قانونی قرار دینے میں مدد دیتے ہیں، کنٹرول برقرار رکھنے اور دشمن کی اپنے مفادات کے تحفظ میں ان کی نااہلی کو نمایاں کرتے ہیں۔ فلسفیانہ طور پر، اس کو اسٹریٹجک کمیونیکیشن تھیوریز کی عینک سے سمجھا جا سکتا ہے، جہاں مخصوص پیغامات بھیجنے اور نفسیاتی اثرات حاصل کرنے کے لیے اعمال مرتب کیے جاتے ہیں۔

اسٹریٹجک تحفظات

۱۔ لاگت سے فائدے کا تجزیہ:

قوم پرست تحریکیں اکثر خود کش حملوں کا فیصلہ کرتے وقت لاگت کے فائدے کے تجزیے میں مشغول رہتی ہیں۔ یہ اسٹریٹجک حساب

کتاب اس طرح کے حملوں کے ممکنہ فوائد کو ان کے اخلاقی اور سماجی اخراجات کے خلاف وزن دیتا ہے۔ فوائد میں بین الاقوامی توجہ، بھرتی میں اضافہ، اور مخالفین پر بڑھتا ہوا دباؤ شامل ہو سکتا ہے۔ جہاں اعمال کا فیصلہ ان کے نتائج کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اگر سمجھ جانے والے فوائد لاگت سے زیادہ ہیں، تو خودکش و فدائی حملوں کو تحریک کے اسٹریٹجک فریم ورک کے اندر ایک عقلی انتخاب کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

۲۔ غیر مناسب جنگ:

خودکش حملے غیر مناسب جنگ کی علامت ہیں، جہاں کمزور گروہ زیادہ طاقتور مخالفین کا مقابلہ کرنے کے لیے غیر روایتی حربے استعمال کرتے ہیں۔ اس حکمت عملی کی جڑ اس سمجھ میں ہے کہ جنگ کی روایتی شکلیں محدود وسائل کے ساتھ نقل و حرکت کے لیے ناقابل برداشت ہیں۔ فلسفیانہ طور پر، اسے گوریلا جنگ اور انقلابی حکمت عملی کے نظریات سے جوڑا جا سکتا ہے۔ ماؤ زی تنگ اور چئی گویا جیسے مفکرین نے زیادہ طاقتور دشمنوں کے خلاف جدوجہد میں غیر روایتی طریقوں کی ضرورت پر زور دیا۔

۳۔ نفسیاتی جنگ:

خود کش و فدائی حملوں کا مقصد دشمن میں خوف، بے یقینی اور حوصلہ شکنی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ فلسفیانہ نقطہ نظر سے، یہ نفسیاتی جنگ کے تصور سے مطابقت رکھتا ہے، جس کا مقصد دشمن کے ذہنی اور جذباتی استحکام میں خلل ڈالنا ہے۔ یہ نقطہ نظر سن زو کے ”جنگ کا فن“ کے اصولوں پر مبنی ہے، جو ایسی حکمت عملیوں کی وکالت کرتا ہے جو مخالف کی لڑنے کی خواہش کو کمزور کرتی ہیں۔

اخلاقی تحفظات

۱۔ منصفانہ جنگ کا نظریہ:

قوم پرست سیکولر تحریکیں ”جسٹ وار تھیوری“ کے سیاق و سباق کے اندر خود کش حملوں کو ترتیب دیتی ہیں، جو جنگ کے جواز کے لیے ایک اخلاقی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ جواز، تناسب، اور آخری حربے کا معیار یہ دلیل دینے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے کہ خود کش حملے اخلاقی طور پر جائز ہیں اگر ان کا مقصد کسی منصفانہ مقصد (قومی آزادی) کو حاصل کرنا ہو۔

۲۔ وجودی اخلاقیات:

ٹاں پال سارتر اور البرٹ کامیو جیسی شخصیات کا وجودی فلسفہ خود کش حملوں کی اخلاقیات کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے۔ وجودی اخلاقیات، انفرادی آزادی اور اعمال کے ذریعے معنی کی تخلیق پر زور دیتا ہے۔ قوم پرست جنگجوؤں کے لیے، خود قربانی کے عمل کو ان کی آزادی اور اپنی قوم کے اجتماعی تشخص اور مستقبل کے لیے وابستگی کے گہرے دعوے کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو ایک معنی و مقصدِ حیات تشکیل دیتا ہے۔

۳۔ قومی عصبیت:

اجتماعی نقطہ نظر سے، خود کش و فدائی حملوں کی اخلاقی قدر کو قوم کی اجتماعی بھلائی میں ان کے تعاون کے لحاظ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ فرد کی قربانی جائز ہے، اگر وہ قربانی قومی مفادات کی بہتر خدمت کرے، قومی بندھنوں کو تقویت دے اور اجتماعی مقصد کو آگے بڑھائے۔

نفسیاتی، سماجی اور ثقافتی حرکیات

۱۔ شناخت اور تعلق:

قوم پرست تحریکوں میں خود کش و فدائی حملہ آوروں کی نفسیات

اکثر شناخت اور تعلق کے مضبوط احساس سے تشکیل پاتی ہے۔ خود قربانی کا عمل قومی مقصد کے ساتھ گہری شناخت اور اس قوم سے تعلق رکھنے کی خواہش سے حوصلہ افزائی پاتی ہے، جو اس طرح کے قربانی کی تعظیم کرتی ہے۔ فلسفیانہ طور پر، اس کا تعلق سماجی شناخت اور اجتماعی خود اعتمادی کے نظریات سے واسطہ ہے، جہاں افراد ایک بڑے گروہ کے ساتھ اپنی وابستگی سے معنی اور مقصد حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ بہادری اور شہادت کی داستانیں:

قوم پرست تحریکیں اکثر ایسی داستانیں تیار کرتی ہیں، جو خود کش فدائی حملہ آوروں کو ہیرو اور شہید کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ یہ بیانیہ انتہائی تشدد کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں اور خود کو قربان کرنے کا اخلاقی جواز فراہم کرتے ہیں۔ فلسفیانہ طور پر، یہ افسانہ سازی اور اجتماعی یادداشت کی تعمیر سے منسلک کیا جاسکتا ہے، جہاں کچھ اعمال لافانی اور اہم ثقافتی اور اخلاقی وزن کے ساتھ لافانی رہتے ہیں اور قومی تاریخ و تہذیب مرتب کرتی ہیں۔

حصہ سوئم
مجید بریگیڈ

تعارف

مجید بریگیڈ، بلوچستان کی آزادی کیلئے متحرک بلوچ قوم پرست مسلح مزاحمتی تنظیم، بلوچ لبریشن آرمی کی ایلیٹ فدائی یونٹ ہے۔ بلوچ لبریشن آرمی کے موجودہ کمانڈر انچیف بشیر زیب بلوچ مجید بریگیڈ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”مجید بریگیڈ دراصل عمل ارتقاء سے گذر کر بلوچ مزاحمت کی جدید ترین شکل ہے۔ اسکے قیام کا مقصد ایسے اہداف تک رسائی حاصل کرنا ہے، جو روایتی گوریلہ طرز جنگ میں ممکن نہیں ہوتے۔ جیسے جیسے بلوچ آزادی کی جنگ آگے بڑھتی جا رہی ہے، طوالت اپنے ساتھ فطری طور پر پیچیدگیاں بھی پیدا کر رہی ہے۔ لیکن ان تمام تر پیچیدگیوں میں اس تحریک آزادی کا بنیادی فلسفہ فراموش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہمارا دشمن، فوجی قوت کے بل بوتے پر ہم پر قابض ہے اور اسے یہاں سے صرف لڑکر طاقت کے ذریعے ہی نکلنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اسی لئے جدوجہد کے تمام جہتوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن سب سے زیادہ ہمیں اپنی توجہ اپنی جنگی صلاحیتوں میں بہتری، جدت اور اثر انگیزی پیدا کرنے پر مرکوز کرنا ہے۔ گر ہم ایک ہی طریق پر جامد رہے، اپنی جنگ میں جدت و شدت پیدا کرنے سے قاصر رہے، تو آسانی سے کچلے جائیں گے۔ ظاہر ہے، ہمارے پاس

دشمن جیسے وسائل نہیں کہ فائٹر جیٹ خرید کر لڑیں۔ ہماری سب سے بڑی قوت ہمارے جوانی تشدد کا جواز اور قربانی کا جذبہ ہے اور طریقہ کار چھاپہ مار جنگ ہے۔ اسی لیے ہمیں گوریلا طرز جنگ کے سب سے موثر طریقے فدائی حملوں میں اپنی صلاحیتیں بہتر کرنی ہے اور یہی مجید بریگیڈ کا تعریف و مقصد ہے۔“

”جب ایک نظریاتی جہد کار اس فیصلے تک پہنچ جاتا ہے کہ مجھے کب، کیسے اور کہاں قربان ہونا ہے، جب وقت و جگہ کا تعین وہ خود کرتا ہے، تو وہ دشمن کے جدید ترین اسلحہ جات سے بھی زیادہ خطرناک بن جاتا ہے۔ جب قومیں اس طرز کی قربانی کا راستہ چنیں پھر اسکا جواب دنیا کے کسی قوت کے پاس نہیں ہوتا۔ تبھی ہم دیکھتے ہیں کہ خوفزدہ دشمن فدا ہونے کے اس مقدس نظریے کے بنیادی نظریاتی اساس پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انکی پوری کوشش ہے کہ کسی طرح اس سوچ کو بلوچوں میں مضبوطی سے رائج ہونے سے پہلے ہی نظریاتی طور پر متنازعہ بنا کر ختم کر دیں۔“

تاریخ

بلوچ قومی تحریک آزادی میں فدائی حملوں کی پہلی مثال ۲ اگست ۱۹۷۴ کو ملتا ہے۔ جب مجید لانگو اول اس وقت کے پاکستانی وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو پر ایک فدائی حملہ کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے،

اور فدائی اول بن جاتا ہے۔

مجید لانگو یہ فدائی حملہ اس وقت کرتا ہے، جب ذولفقار علی بھٹو کوئٹہ میں ایک جلسے سے خطاب کرنے پہنچتا ہے۔ حملے کیلئے مجید لانگو کے پاس محض ایک روسی ساختہ دستی بم ہوتا ہے۔ وہ جلسہ گاہ کے قریب ایک درخت پر چڑھ کر بھٹو کے گزرنے کا انتظار کرنے لگتا ہے، ذولفقار علی بھٹو کو دیکھ کر وہ قریب جانے کی کوشش کرتا ہے لیکن مطلوبہ جگہ تک پہنچنے سے پہلے ہی دستی بم اسکے ہاتھ میں پھٹ جاتا ہے۔

بلوچ آزادی کی رواں تحریک کے سال اوائل میں فدائی حملوں کی نظیر نہیں ملتی، لیکن بلوچ لبریشن آرمی کے اندرونی حلقوں میں ایک فدائی بریگیڈ کے قیام کی خواہشات وجود رکھتی تھیں۔ یہ خواہشات، ایک عزم کی صورت سنہ ۲۰۰۸ میں پاتے ہیں، جب شہید جنرل اسلم بلوچ، بولان کے ”سارو“ کیمپ میں پہلی دفعہ، بی لیل اے کے اندرونی حلقوں کے اندر، ایک بلوچ فدائی بریگیڈ قائم کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔

جب 2 اگست 1974 کو مجید لانگو اول بھٹو پر فدائی حملے میں شہید ہوتے ہیں، چند سالوں بعد انکے گھر، اسکے چھوٹے بھائی کی ولادت ہوتی ہے۔ مجید کی یاد میں اس لڑکے کا نام بھی والدین مجید لانگو ہی رکھتے ہیں۔ مجید ثانی بلوچ لبریشن آرمی کے اعلیٰ تربیت یافتہ گوریلا

جنگجوؤں میں سے ایک ہوتا ہے، جو ۱۷ مارچ 2010 کو کوئٹہ شہر میں گولیمار چوک کے قریب دشمن فوج سے گھنٹوں لڑ کر اپنے ساتھیوں کی بحفاظت نکل جانے کو یقینی بنا کر شہادت قبول کرتا ہے۔

اسی دن 17 مارچ 2010 کو اسلم بلوچ باقاعدہ بی لیل اے کے فدائی بریگیڈ کے قیام کا اعلان کرتا ہے، اور بلوچ لبریشن آرمی ایک بیان جاری کرتا ہے، جس میں مجید برادران کے فدا ہونے کے فلسفے کو مشعل راہ گردانا جاتا ہے، اور بی لیل اے کے اس فدائی بریگیڈ کو مجید ثانی سے منسوب کر کے اسکا نام ”مجید بریگیڈ“ رکھا جاتا ہے۔ اور یوں بلوچ مزاحمتی تاریخ کے سب سے خطرناک، جدید اور ایلٹ یونٹ کا جنم ہوتا ہے۔

30 دسمبر 2011 کو سابق پاکستانی وفاقی وزیر برائے پٹرولیم نصیر مینگل کے بیٹے شفیق مینگل اور اسکے ساتھیوں پر کوئٹہ میں ارباب کرم خان روڈ پر واقع انکے گھر پر ایک خود کش فدائی حملہ ہوتا ہے۔ اس حملے کی ذمہ داری بی لیل اے مجید بریگیڈ قبول کرتی ہے اور میڈیا میں فدائی کی تصویر جاری کرتے ہوئے کہتی ہے کہ یہ حملہ بی لیل اے کے فدائی ”بازخان مری عرف درویش“ نے کی ہے۔ یہ مجید بریگیڈ کی پہلی باضابطہ کارروائی ہوتی ہے۔

مجید بریگیڈ کو اپنی اگلی کارروائی کیلئے 7 سالوں تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ مجید بریگیڈ کا دوسرا فدائی حملہ 11 اگست 2018 کو بلوچستان

کے علاقے دالبندین میں سینڈک پروجیکٹ پر کام کرنے والے چینی انجنیئروں کے بس پر ”لیس وی بی آئی ای ڈی“ حملے کی صورت کیا جاتا ہے۔ اس حملے میں متعدد ہلاک و زخمی ہوتے ہیں۔ لیکن اس حملے کی سب سے منفرد بات فدائی حملہ آور ہوتا ہے۔ جسکی شناخت 22 سالہ نوجوان ریحان اسلم بلوچ کے نام سے ہوتا ہے، جو بی لیل اے کے سربراہ اسلم بلوچ کا بڑا بیٹا ہوتا ہے۔

ریحان بلوچ کے فدائی حملے کے بعد مجید بریگیڈ کی احیائے نو ہوتی ہے اور اس میں ایک نیا ربط، تسلسل اور ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد مجید بریگیڈ کی فدائی آپریشنوں اور فدائین کی شمولیت کا ایک منظم اور نارکنے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے آج مجید بریگیڈ کو اس خطے کے مہلک و منظم ترین گوریلہ یونٹ تصور کیا جاتا ہے۔

مجید بریگیڈ میں چناؤ کا طریقہ کار

مجید بریگیڈ میں فدائین و اہداف کے چناؤ کو بلوچ لبریشن آرمی کے موجودہ سربراہ بشیر زیب بلوچ اس طرح تشریح کرتے ہیں۔
 ”جب سے مجید بریگیڈ کی تخلیق اور تشکیل ہوئی ہے۔ اس وقت سے لیکر آج تک مجید بریگیڈ میں شامل ہونے کے خواہاں دلیر نوجوانوں

کی علم و شعور، ادراک اور انکے فیصلے کے عقلی پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر ہی چناؤ ہوا ہے۔ چناؤ میں آخری فیصلہ، بلوچ لبریشن آرمی خود کرتی ہے کیونکہ مجید بریگیڈ کوئی الگ تنظیم نہیں بلکہ بی لیل اے کا ایک ایلٹ فدائی یونٹ ہے۔ اس لیے مجید بریگیڈ کا ہر فیصلہ تنظیم کا سینئرل کمانڈ ہی کرتا ہے۔ فدائین کے چناؤ سے لیکر آخری ہدف تک کا فیصلہ تنظیم ہی کرتی ہے۔

کوئی بھی بلوچ، انتہائی سوچ و بچار اور غور و فکر کے بعد جب مجید بریگیڈ میں شمولیت کی خاطر اپنا نام پیش کرتا ہے تو تنظیم اس دوست کے بارے میں غور و فکر اور تحقیق کر کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر ہی چناؤ کرتا ہے۔ چناؤ کے بعد بھی یہ اختیار تنظیم ہی کے پاس ہوتی ہے کہ وہ کسی کی بھی، کسی وجہ سے سلیکشن منسوخ کر دے یا پھر اس دوست کو مجید بریگیڈ کے علاوہ تنظیم کے کسی اور یونٹ میں ذمہ داریاں سونپے۔ گو کہ وہ ساتھی تزویراتی ضروریات کے تحت بی لیل اے کے کسی دوسرے یونٹ میں ذمہ داریاں سرانجام دے گا لیکن وہ ساتھی ہمیشہ مجید بریگیڈ کا فدائی ہی تصور ہوگا۔ اس ساتھی کے فیصلے اور قربانی کا احترام بطور فدائی ہی ہوگا۔

اگر مجید بریگیڈ کا کوئی رضاکار، بغیر کسی فدائی مشن کے، شہید ہوتا ہے یا پھر طبی موت مرتا ہے، تو پھر بھی وہ ساتھی، مجید بریگیڈ کا ایک فدائی شمار اور قبول ہوگا۔

کوئی بھی ساتھی، جب مجید بریگیڈ کا فدائی چنا جاتا ہے، تو پھر اسکے بعد یہ فیصلہ تنظیم کے پاس ہی ہوگا کہ وہ کب اور کس مشن پر روانہ کیا جائے گا۔ وقت اور ہدف کا چناؤ بلوچ لبریشن آرمی قومی جنگی ضروریات کے تحت کرتی ہے۔ اس لیے فدائی مشن میں ایک دن لگ سکتا ہے، مہینے بھی اور کچھ صورت حال میں سالوں سال بھی انتظار کرنا پڑ سکتا ہے۔

کوئی بھی فدائی، فیصلہ کرنے سے قبل، اس امر پر گہرائی کیساتھ غور و فکر کرے کہ فلسفہ قربانی اور عدم برداشت ایک ساتھ ہم کوپہ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ایک بار فدائی کی مقدس حیثیت حاصل کرنے کے بعد، عدم برداشت اور بے صبری کی کیفیت کو اپنے دل و دماغ سے مکمل خارج کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جب قربان ہو جانے کا فیصلہ شعوری سطح پر ہوتا ہے تو فیصلے سے لیکر مشن کے پایہ تکمیل تک ہر عمل اور ہر قدم شعوری ہی ہونا چاہیے۔ جذبات و جلد بازی میں قومی و اجتماعی فائدہ کم اور نقصان کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ لہذا، فدائی بننے کے فیصلے سے قبل ہر سنگت، اس حقیقت سے بخوبی علم و آگاہی رکھے کہ بریگیڈ میں شمولیت و فیصلے کا اختیار فدائی کے پاس ہوتا ہے۔ لیکن ہدف کے چناؤ اور وقت کا اختیار فردی خواہش نہیں ہوتا بلکہ اس کا فیصلہ تنظیم ہی کرتی ہے۔

مجید بریگیڈ، ایک مکمل نظم و ضبط ہے۔ تمام فیصلے و اقدامات شعور

اور سوچ و بچار کے ماتحت ہونگے، نہ کہ کسی دباؤ و جلد بازی کی بنیاد پر۔ ہدف کے وقت و مقام کا تعین ضرور تنظیم کریگی، لیکن ہدف پر جانے والے فدائی ساتھی کو ہدف، اس ہدف کا مقصد، وقت و مقام ضرور پہلے سے ہی بتائے جائیں گے۔ اگر کوئی فدائی اس مخصوص ہدف و مشن سے اتفاق نہیں رکھتا، تو اس صورت میں فدائی کی رائے کا ضرور احترام کیا جائے گا۔ گو کہ ایک فدائی خود کوئی ہدف نہیں چن سکتا، لیکن تمام فدائین کو یہ حق حاصل ہے کہ جو اہداف تنظیم دے، وہ اقرار و انکار کر سکتے ہیں۔

آج یہ ایک حقیقت ہے کہ بلوچ نوجوان جنگ کے ان تقاضات کو بخوبی جان چکے ہیں کہ جنگ میں جدت و شدت پیدا کر کے ہی ہم دشمن کو شکست دے سکتے ہیں۔ لیکن ہماری یہ بھی کوشش ہونی چاہیئے کہ جنگ میں شدت و جدت اور برق رفتاری کے ساتھ ساتھ، لیڈر شپ اور فدائین سنگتوں کے جذبات ان کے شعور پر ہرگز حاوی نا ہوں۔ قومی جذبہ ایک مقدس جذبہ ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ہمارے جذبات کی مقدسیت میں ہمیشہ علم و شعور اور ادراک کی سپر میسی ہو، تاکہ صرف جذبات کی آڑ میں ایسا کوئی بھی عمل اور فیصلہ ہم سے نہ ہو، کہ ہماری قربانی سے قومی کار اور قومی مقصد کو فائدے کے بجائے نقصان حاصل ہو۔“

اصول و ضوابط

۱۔ مرضی

جب کوئی رضاکار، مجید بریگیڈ کے فدائی ہونے کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ محض اپنی زندگی رضاکارانہ طور پر تنظیم کے حوالے نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی مرضی بھی تنظیم کے حوالے کرتا ہے۔ زندگی سے زیادہ، رضاکارانہ طور پر اپنی مرضی سے دستبردار ہونا ہی مشکل و عظیم ترین قربانی ہے، جس سے ایک فدائی کی تشکیل و تعریف ہوتی ہے اور جو مجید بریگیڈ کے فدائین کا خاصہ ہے۔ یعنی ایک فدائی محض اپنی جان کا فیصلہ تنظیم کے سپرد نہیں کرتا بلکہ یہ مرضی بھی سپرد کرتا ہے کہ فدائی کب، کہاں اور کس طرح اپنی جان قربان کریگا۔ یہ مجید بریگیڈ کے اصول و ضوابط کی بنیادی اینٹ ہے، جو مثالی نظم و ضبط قائم کرتا ہے۔

۲۔ عمر

مجید بریگیڈ عالمی جنگی اصولوں کی پاسدار تنظیم ہے اور اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ کسی انقلابی تنظیم کیلئے اخلاقی اصولوں کی پاسداری انتہائی اہم امر ہے۔ یہی اخلاقی اصول مظلوم و ظالم میں فرق کا لکیر

کھینچتی ہیں۔ اس لیے مجید بریگیڈ میں کوئی کم عمر نوجوان فدائی نہیں بن سکتا۔ مجید بریگیڈ کا فدائی بننے کیلئے رضاکار کا کم از کم ۱۸ سال ہونا لازمی ہے۔ تاکہ یہ یقینی ہو سکے کہ قربان ہونے کا فیصلہ ناپختہ شعور سے پھوٹنے کے بجائے ایک آزاد و شعوری فیصلہ ہو۔

۳۔ رازداری

عمومی طور پر رازداری کا سخت اطلاق بی لیل اے کے تمام یونٹوں پر ہوتا ہے، لیکن مجید بریگیڈ کے فدائین پر رازداری کا اہتمام کرنا، جان کے حفاظت سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ ایک بار جب کسی رضاکار کا چناؤ فدائی کے طور پر ہوتا ہے تو پھر کوئی فدائی اپنے فیصلے سے کسی کو بھی آگاہ نہیں کر سکتا، اگر بحالت وجوہ کسی فدائی کو اپنے فیصلے سے اپنے اہلخانہ یا کسی خاص شخص کو مطلع کرنا لازم ہو، تو پھر بھی یہ فیصلہ تنظیم کے اجازت اور فیصلے سے ہی ہوگا۔

۴۔ تربیت

مجید بریگیڈ کے تمام فدائین اعلیٰ تربیت یافتہ ہیں۔ تمام فدائین کو ابتدائی تربیت کے بعد انکے مخصوص ہدف کے حوالے سے خاص تربیت سے گزارا جاتا ہے۔ جب تک تنظیم یہ فیصلہ نہیں کرتی کہ فدائی کی تربیت مکمل ہے، تب تک فدائین کو مختلف تربیتی مراحل

سے گذارا جائیگا۔ یہ تربیت، جسمانی، عسکری، نفسیاتی اور علمی ہو سکتے ہیں۔ لہذا کوئی بھی فدائی بغیر کماحقہ تربیت کے مشن پر جانے کا اہل نہیں ہو گا۔

۴۔ وقت

فدائی حملوں کی بنیادی افادیت محض جان قربان کرنے میں نہیں ہوتی بلکہ یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ کب اور کہاں جان قربان کرنی ہے۔ کیونکہ فدائی حملے عسکری سے زیادہ سیاسی کامیابی کیلئے ہوتی ہیں۔ اس لیے مجید بریگیڈ کے فدائی بننے کے بعد فدائین کو یہ بات ذہن نشین کرنا چاہیے کہ فدائی بننے سے لیکر ہدف پر فدا ہونے تک طویل وقت لگ سکتا ہے، جس کا مقصد اہم وقت میں اہم ہدف کو نشانہ بنانا ہوتا ہے تاکہ اثر انگیزی دائمی ہو۔ کوئی بڑے سے بڑا ہدف بھی اگر غلط وقت پر حاصل کی جائے تو اسکی وہ اثر انگیزی نہیں رہتی لیکن اگر مقام و وقت درست ہوں تو محض ہدف پر پہنچ کر بغیر حاصل کیے ہی انتہائی اثر انگیز نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ لہذا جب کسی بلوچ کو فدائی بننے کا اعزاز حاصل ہو جائے، اسکے بعد مذکورہ فدائی کو ذہنی طور پر اس امر کیلئے تیار رہنا چاہیے کہ کسی مشن کی ذمہ داری سونپے جانے میں مہینوں اور کبھی کبھار سالوں کا وقت لگ سکتا ہے۔

۴۔ تنسیخ

جب کوئی رضاکار مجید بریگیڈ میں بطور فدائی اپنے خدمات پیش کرتا ہے، تو پہلے مذکورہ فدائی کو وقت دیا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ اپنے فیصلے کے بارے میں غور و فکر کرے، اس دوران وہ رضاکار اپنا فیصلہ بدلنے کا حق رکھتا ہے۔ مقررہ وقت گزر جانے اور سوچ و بچار کے بعد، دوسری بار اپنی خدمات پیش کرنے کی صورت میں وہ رضاکار باقاعدہ فدائی تصور کیا جاتا ہے، لیکن ہر ایک فدائی کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ وہ تب تک اپنا فیصلہ واپس لینے کا حق رکھتا ہے، جب تک اس فدائی کو کسی مشن میں شامل کر کے اسکی تفصیلات بتائی نہیں جاتیں۔

۵۔ ذمہ داری

مجید بریگیڈ میں بطور فدائی چناؤ کے بعد ضروری نہیں ہے کہ فوری طور پر مذکورہ فدائی مجید بریگیڈ میں ہی خدمات سرانجام دے۔ تنظیم حکمت عملی کے تحت فدائی کو بی لیل اے کے دوسرے یونٹوں میں بھی ذمہ داریاں تفویض کی جاسکتی ہیں۔ لیکن ایک بار مجید بریگیڈ کے فدائی چنے جانے کے بعد مذکورہ ساتھی ہمیشہ فدائی تصور و قبول ہوگا۔ کسی دوسرے عمل میں شہادت یا طبی موت کے صورت میں بھی وہ ساتھی بطور فدائی قبول ہوگا۔

۶۔ چین آف کمانڈ

مجید بریگیڈ ایک مسلمہ نظم و ضبط کے تحت چلتی ہے، جسکے تحت فیصلہ سازی کا اہرام اور چین آف کمانڈ درج ذیل ہوگا۔ ایک فدائی، محض اپنے تفویض شدہ یونٹ کے ارکان سے متعلقہ ہوگا اور آپریشن کمانڈ کے احکامات کا پابند ہوگا۔ آپریشن کمانڈ، بریگیڈ کمانڈ کے احکامات کے ماتحت ہوگا۔ بریگیڈ کمانڈ، بی لیل اے کی سینئر کمانڈ کونسل کا ماتحت رہیگا۔ سینئر کمانڈ کونسل، کمانڈر انچیف کے ماتحت رہیگا۔

مجید بریگیڈ کے آپریشنز

مجید بریگیڈ کے جدا انفرادی حملوں کے علاوہ، مختلف وسیع المدت آپریشن بھی جاری ہیں۔ یہ مختلف الجہت آپریشن جدا جدا مقاصد رکھتے ہیں۔ جنکی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

۱۔ آپریشن گنجل:

بلوچ لبریشن آرمی نے 2 فروری 2022 کو باقاعدہ طور پر آپریشن گنجل کا آغاز کیا۔ آپریشن گنجل کا نام بلوچ لبریشن آرمی کے قلات کیمپ کے کمانڈر “کمانڈر گنجل عرف کامریڈ مزار ولد لکا سکونت لیاری کراچی” کے نام کے نسبت سے رکھی گئی ہے۔ کمانڈر گنجل

مجید بریگیڈ کے ایک فدائی تھے اور نوشکی و پیچگور میں ہونے والے حملوں کا نا صرف حصہ بنے والے تھے بلکہ آپریشنل کمانڈر بھی تھے، لیکن آپ اس آپریشن سے قبل ہی اپنے پانچ ساتھیوں کے ہمراہ قلات کیمپ کا دفاع کرتے ہوئے دشمن سے ایک طویل لڑائی کے دوران شہید ہو گئے۔

آپریشن گنجل کا بنیادی مقصد نا صرف قابض پاکستان بلکہ پوری دنیا کے سامنے یہ واضح کرنا ہے کہ بلوچ تحریک کس شدت کے حملے کرنے کی استطاعت رکھتی ہے۔ آپریشن گنجل اس امر کا اظہار ہے کہ بلوچ نوجوان حصول آزادی کیلئے کس انتہا تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

۲۔ آپریشن زہراگ:

آپریشن زہراگ کا باقاعدہ آغاز 11 مئی 2019 کو گوادر میں پرل کا ٹینینٹل ہوٹل پر حملے اور قبضے سے ہوئی۔ آپریشن زہراگ کا مقصد بلوچستان کے ساحل کی حفاظت، قبضہ گیر پاکستان کیخلاف اور بلوچ وسائل کے استحصال میں مصروف پاکستان کے شراکت داروں خاص طور پر چین کے قدم روکنے اور بلوچستان سے انکے فوری اور مکمل انخلا کیلئے شروع کیا گیا۔ با الفاظ دیگر آپریشن زہراگ کا مطمح نظر بلوچ ساحل و وسائل کا دفاع ہے۔

آپریشن زہراگ کے اب تک پانچ مراحل مکمل ہو چکے ہیں۔

فیز ۱: 11 مئی 2019 کو گوادر میں کوہ باتیل پر پرل کانسٹیبل
ہوٹل پر قبضہ۔

فیز ۲: 20 اگست 2021 کو گوادر میں بلوچ وارڈ کے قریب چینی
انجنیئروں کی گاڑی پر فدائی دھماکہ۔

فیز ۳: 13 اگست 2023 کو گوادر میں جوڈیشل کمپلیکس کے مقام پر
چینی انجنیئروں کے قافلے پر حملہ۔

فیز ۴: 20 مارچ 2024 کو گوادر میں آئی ایس آئی اور ایم آئی کے
ہیڈ کوارٹرز پر حملہ۔

فیز ۵: 25 مارچ 2024 کو تربت میں قابض فوج کے نیول بیس پی این
ایس صدیق پر حملہ۔

۳۔ آپریشن درہ بولان:
بلوچ لبریشن آرمی کی آپریشن درہ بولان 29 جنوری 2024 کو شروع
ہوئی۔ آپریشن درہ بولان کے دو اہم مقاصد ہیں۔ پہلا مقصد اپنی بلوچ
قوم کو یہ دکھانا ہے کہ انکی قومی فوج بی لیل اے یہ صلاحیت رکھتی

ہے کہ وہ قوت کے ساتھ قابض پاکستان کے قبضے سے اپنے شہر چھڑا کر اپنے کنٹرول میں رکھ سکتے ہیں۔ قوم کو یہ پیغام دینا ہے کہ قابض پاکستانی فوج نے بلوچستان بھر میں ظلم و جبر کا جو بازار گرم کر رکھا ہے، اس سے نجات کا راستہ، اس قابض فوج سے رحم کی پسلیوں، احتجاجوں، انسانی حقوق کے مطالبوں وغیرہ میں نہیں بلکہ بلوچوں کی اپنی ایک آرمی کا ہونا ہے، جو قوم کا دفاع بیرونی حملہ آوروں سے کر سکے۔

آپریشن درہ بولان کا دوسرا مقصد، عالمی مقتدر قوتوں تک اپنی آواز پہنچانا ہے۔ اقوام عالم کو یہ دکھانا ہے کہ اگر بلوچ کسی قوت کی مدد کے بغیر اپنے بل بوتے پر اتنے بڑے آپریشن کر سکتا ہے تو اگر بلوچ کو مدد و تعاون حاصل ہو جائے، تو ہم اس قابض فوج کو بہت جلد اپنی سرزمین سے بھاگنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

”جب ایک نظریاتی جہد کار اس فیصلے تک پہنچ جاتا ہے کہ مجھے کب، کیسے اور کہاں قربان ہونا ہے، جب وقت و جگہ کا تعین وہ خود کرتا ہے، تو وہ دشمن کے جدید ترین اسلحہ جات سے بھی زیادہ خطرناک بن جاتا ہے۔ جب قومیں اس طرز کی قربانی کا راستہ چنیں پھر اس کا جواب دنیا کے کسی قوت کے پاس نہیں ہوتا۔“

بشیر زیب بلوچ



بکال پبلیکیشنز